

# ائمہ مجتہدین کے اختلافات اور ان کی نوعیت

حافظ محمد شکیل اوج

# تصانیف

حافظ محمد شکیل اوج

- ۱۔ اصول حدیث و تاریخ حدیث ۴۰=
- ۲۔ اصول تفسیر و تاریخ تفسیر ۲۵=
- ۳۔ مسئلہ عید گاہ ۵=
- (فقہ اسلامی کی رو سے ایک علمی جائزہ)
- ۴۔ فقہ حنفی کی جامعیت اور پاکستان میں اسکا نفاذ ۵=
- ۵۔ حروف مقطعات اور ان کے معارف ۵=
- ۶۔ عنوانات اعلیٰ حضرت ۵=
- (اسمائے کتب اعلیٰ حضرت کا علمی جائزہ)
- ۷۔ غزوہ بدر اور حضور اکرمؐ کی جنگی حکمت عملی ۱۰=
- ۸۔ ائمہ مجتہدین کے اختلافات اور انکی نوعیت ۵=
- ۹۔ اسلامی سائنس کے یورپ پر اثرات ۵=
- ۱۰۔ کائنات کی مادی توجہ اور اسلامی اعتقادات ۵=
- ۱۱۔ تفہیم الاسلام (چند مغالطے اور انکے ازالے) ۱۰=
- ۱۲۔ (تفسیر الماثور اور تفسیر الرائے کی روشنی میں) ۱۰=
- تفسیر مابعدی پر تحقیقی نوٹ
- ۱۳۔ منہاج تحقیق ۱۰=
- (نوآموز تحقیق کاروں کے لیے)



# ائمہ مجتہدین کے اختلافات

## اور ان کی نوعیت

حافظ محمد شکیل اوج

ایم اے اسلامک سٹڈیز، ایم اے ابلاغ عامہ،

فاضل درس نظامی، ایل ایل بی،

استاد کلیہ معارف اسلامیہ، دفین کورسٹ لروڈ کالج

کراچی

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

موضوع	ائمہ مجتہدین کے اختلافات اور انکی نوعیت
از قلم	حافظ محمد کلیل ادوج
سنہ تحریر	۱۹۸۹ء
پروف ریڈنگ	محمد عرفان عینی
ہدیہ	۵۰ روپے
شائع کردہ	شعبہ نشر و اشاعت جامع مسجد نور مصطفیٰ
	بسم اللہ ٹاؤن، شاہ فیصل کالونی نمبر ۳، کراچی
سنہ اشاعت	مئی ۱۹۹۳ء
بار اول	ایک ہزار

مطبوعہ المنخرن پرنٹرز (مکتبہ رشیدیہ کراچی)



مجتہدین کے باہمی اختلاف کی نوعیت کا بیان درج ذیل دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

(۱) صحابہ و تابعین کا اختلاف

(۲) حالات و مقامات کا اختلاف

اول الذکر پہلو کی تفصیل یہ ہے :

صحابہ کے باہمی اختلاف کی عملی صورت، خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور مبارک میں پیش آچکی تھی۔ جیسا کہ غزوہ بدر کے موقع پر کفار قیدیوں کے بارے میں صحابہ کا اختلاف ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑنے کا مشورہ دیا۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ تاہم حضور نے اول الذکر رائے کو قبول فرمایا۔ جب کہ قرآن نے دوسری رائے کو پسند کیا۔

ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یضع فی الارض..... الخ ۱۔

ترجمہ : کسی نبی کو زیبا نہیں کہ کافروں کو قید کرے۔ جب تک کہ زمین میں ان کا خون نہ بہا دے۔

لولا کتب من اللہ سبق لمسکم لہما الخذلتم عذاب عظیم ○ ۲۔

ترجمہ : اگر اللہ پہلے سے یہ بات (خطائے اجتہادی) نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانو! تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال (فدیہ) لے لیا ہے۔ اس پر تمہیں عذاب ہوتا۔ پس دونوں آراء کے بیک وقت صحیح ہونے میں یہ واقعہ بطور دلیل کے ہے۔ ابن حجر مکی (متوفی ۷۷۳ھ) اختلاف صحابہ کے اس عمل سے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں، وہ یہ ہے۔

اوضح دلیل علی تصویب الرائین وان کلام من المجتہدین مصیب ۳۔

ترجمہ : دونوں آراء کے صحیح ہونے کے سلسلہ میں یہ بہت واضح دلیل ہے۔ نیز یہ کہ دونوں مجتہد صحیح ہیں۔

۱۔ الاغانی ۸/۶۷

۲۔ الاغانی ۸/۷۸

۳۔ الخیرات الحسان فی مناقب النعمان ص ۳۰-۳۱۔ بطباعت : مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ، کراچی۔

اشاعت درج نہیں۔



یونہی صحابہ کے اختلاف کا وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے جو اس وقت پیش آیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو قریظہ سے جنگ کے سلسلہ میں بھیجے وقت صحابہ رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کہ تم نماز ظہر بنو قریظہ میں جا کر ادا کرنا۔ مگر جب صحابہ رضوان اللہ علیہم نے مدینہ سے کوچ کیا تو نماز ظہر کا وقت تنگ ہو چکا تھا۔ اس لیے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت نے راستہ میں نماز ادا کر لی کہ کہیں وقت نہ نکل جائے اور دلیل یہ قائم کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان محض اس لیے تھا کہ ہم تیز چل کر جلد پہنچنے کی کوشش کریں۔ گویا انہوں نے نص سے یہ استنباط کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول الا فی بنی قریظہ میں حصر اضافی ہے۔ حقیقی نہیں جبکہ دوسری جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے بموجب بنو قریظہ میں ہی جا کر نماز ادا کی (جبکہ وہاں پہنچنے پہنچنے وقت عصر داخل ہو چکا تھا) اس جماعت کا استنباط یہ تھا کہ آپ نے حصر کو مطلق رکھا ہے۔

بہر حال جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کسی جماعت پر غلطی نہیں فرمائی بلکہ ہر ایک کے استنباطی فعل کو صحیح قرار دیا۔ چنانچہ واقعہ مذکورہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن حجر کی رقمطراز ہیں :

اشارۃ الی ان الكل معتمدون ماجورون علی ہدی من اللہ تعالیٰ فلا لوم علی احد منهم ولا ینسب الیہ خلل ولا تقصیر۔۔۔ ۳۰

ترجمہ : اس میں اشارہ اس جانب ہے کہ ہر دو فریق مجتہد ہیں اور (عند اللہ) ماجور ہیں اور ہدایت پر ہیں۔ پس ان میں سے کسی پر نہ تو ملامت جائز ہے اور نہ کسی پر الزام و تقصیر روا ہے۔

بہر حال جب صحابہ مختلف علاقوں اور خطوں میں پہنچے اور انہیں وہاں کے نت نئے مسائل و حالات سے سابقہ پیش آیا تو انہوں نے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے اولاً قرآن مجید اور ثانیاً سنت کو اپنا ماخذ بنایا اور جب حتی الوسع کوشش کے باوجود قرآن و سنت میں مطلوبہ حل نہ پاسکے تو اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔

ان کا یہ اجتہاد بھی دراصل حکم رسالت کے تحت تھا۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا منصب قضا سپرد کرتے



وقت تعلیم "ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگوں کے مابین نزاعی معاملات اور حل طلب مسائل کا تصفیہ کس طور پر کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا اقصیٰ بکتاب اللہ..... یعنی قرآن سے..... آپؐ نے فرمایا اگر اس کا حل تمہیں قرآن میں نہ ملے تو؟ عرض کیا فہستہ رسول اللہ..... یعنی آپؐ کے فرمان سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اس کا حل تمہیں میرے فرمان میں بھی نہ ملے تو؟ عرض کیا اجتہد رای۔ پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر رسول اللہ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

الغرض نصوص کی علت دریافت کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس کے ذریعے مسائل کا استنباط کرتے تھے۔ چنانچہ علت دریافت کرنے اور اجتہاد کے مطابق حکم دینے کے بعد جو چند صورتیں پیدا ہوئیں، وہ یہ ہیں۔

○ (الف)

کسی صحابی نے اجتہاد کیا۔ مگر صحیح حدیث پانے کے بعد اپنے اجتہاد سے رجوع کر لیا۔

○ (ب)

اپنے اجتہاد کے مقابلے میں زیادہ قوی حدیث پائی تو بھی اپنے اجتہاد سے رجوع کر لیا۔ (ہر چند کہ وہ قوی حدیث، پہلی جیسی صحیح حدیث کی طرح نہ تھی)

○ (ج)

اپنے اجتہاد کے خلاف ایسی حدیث پائی، جس سے (روایتاً "یا درایتاً") مطمئن نہ ہو سکے تو اجتہاد باقی رکھا اور حدیث چھوڑ دی۔

○ (د)

اپنی زندگی میں اپنے اجتہاد کے خلاف کوئی حدیث نہ پاسکے۔ جبکہ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم کے پاس ایسی حدیث موجود تھی، جو خلاف اجتہاد تھی۔ پس لاعلمی کی وجہ سے وہ تمام عمر اپنے اجتہاد پر ہی قائم رہے۔

مذکورہ الصدر چار صورتوں میں سے اول الذکر دو صورتیں تو وہ ہیں کہ جن میں رجوع کر کے حدیث پر عمل کیا گیا ہے اور ثانی الذکر صورتوں میں رجوع نہیں کیا گیا ہے۔ (یا تو حدیث کی عدم صحت کی وجہ سے اور یا حدیث نہ پانے کی وجہ سے) بلکہ اپنے اجتہادی حکم کو باقی رکھا گیا ہے۔

(۲) بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تشہیمی



حیثیت دی اور بعض نے غیر شرعی۔ چنانچہ یہ فرق بھی اختلاف کا سبب بنا۔ ۵۔  
(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فعل کسی صحابی نے کسی صورت پر  
محمول کیا اور کسی نے کسی صورت پر اور وہ فعل یکساں احتمال رکھتا تھا۔ مثلاً "حج کے  
افعال دیکھ کر کسی نے رسول اللہ کو قارن سمجھا" کسی نے متمتع اور کسی نے مفرد۔

(۴) اصل موقع و محل تک رسائی نہ ہو سکی۔ جس کی بنا پر احکام کی توجیہ میں  
اختلاف ہوا۔

(۵) حکم کی علت میں اختلاف ہوا۔ اختلاف علت کے سبب استنباط مسائل میں  
اختلاف ہو گیا۔

(۶) کسی نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرورت پر محمول کیا اور کسی  
نے عمومیت پر۔ چنانچہ اس سے بھی مسائل میں اختلاف پیدا ہوا۔ ۶۔

۵۔ نوٹ : دلیل کے طور پر چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اول یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آغاز خلافت تک صاحب اولاد لونڈیوں تک کی خرید و  
فروخت ہوتی تھی۔ آپ نے اس خرید و فروخت کو قانوناً منع فرمادیا۔

دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فزودہ جوک کے موقع پر ذمیوں پر جو جزیہ مقرر فرمایا تھا وہ فی  
کس ایک دینار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران میں کسی اور حساب سے شرح مقرر کی۔

سوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مال قیمت تقسیم فرماتے تو اپنے عزیز و اقارب کو اس میں  
شامل فرمالیتے تھے۔ مگر خلفائے راشدین میں سے کسی نے بھی حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ہاضموں کو  
بھی حصہ نہیں دیا۔

چہارم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
عہد تک طلاق ثلاثہ واحد طلاق تصور ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں طلاق ثلاثہ کو  
باقی تصور کیا۔

پنجم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں شراہوں کی سزائیں کوئی خاص حد مقرر نہ تھی۔ حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی حد چالیس درے مقرر کی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان  
دروں کی تعداد چالیس سے بڑھ کر اسی کر دی۔

بحوالہ فقہ حنفی کی جامعیت از محمد کھلیل ادب ص ۱۸۷

ناشر : جامع مسجد فاروقی، شاہ فیصل کالونی، کراچی نمبر ۲۵

۶۔ ماخوذ از فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر از محمد تقی امینی ص ۳۵۰-۳۵۱



(۷) قرآن حکیم میں ایسے لفظ کا آنا جو کلام عرب میں ذومعنی تھا۔ جیسے لفظ ”قرء“ کسی نے اسے معنی حیض میں لیا اور کسی نے معنی طہر میں۔ چنانچہ یہ امر بھی اختلاف کا سبب بنا۔ ۷۔

(۸) موقع و محل کی تعیین میں اختلاف ہوا۔ (حضرت عمرؓ کے دیگر صحابہ سے بیشتر اختلافات اسی پر مبنی ہیں)

(۹) بعض اصحاب نے افعال رسولؐ کو تعبدی نوعیت کا سمجھا جبکہ بعض نے اباحت پر محمول کیا۔ یہ فرق بھی باعث اختلاف ہوا۔ ۹۔

دور صحابہ کے مشہور ترین فقہاء میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ رضوان اللہ علیہم ہیں۔

الغرض اختلاف صحابہ کے بعد اختلاف تابعین کی نوعیت کا جاننا چنداں دشوار نہیں۔ تابعین کے اختلاف کی نوعیت بھی کم و بیش ایسی ہی تھی جیسی صحابہ کی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ انہوں نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بھی اپنا امام و رہبر بنالیا تھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ میں اجتہادی نوعیت کے اختلافات موجود تھے۔ اور فقہاء صحابہ کے اقوال جمع شدہ حالت میں تابعین کے پاس بھی نہ تھے کہ ان میں باہمی تطبیق و ترجیح کی صورت نکالی جاتی۔

اس لیے تابعین اپنے عہد کی ضرورتوں اور تقاضوں کے تحت استنباط و استخراج میں مزید مختلف ہو گئے۔ تاہم انہوں نے صحابہؓ کا عطا کردہ یا وضع کردہ منہاج اصلاً نہ چھوڑا۔ اختلاف صحابہ کے جو اثرات تابعین پر وارد ہوئے۔ اس پر ابن حجرؒ کی فرماتے ہیں۔

و يلزم من اختلافهم اختلاف من بعدهم لان كل صحابي مشهور بالفتوى والرواية اخذ بقوله ومنهجه جماعتہ۔ ۱۰۔

۷۔ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۳۱۔

۸۔ ایضاً ص ۳۱۔

۹۔ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ از صدر الدین اعلاق ص ۲۱-۲۲۔

اسلاک پبلی کیشنز لیٹڈ۔ ۱۳۔ ای۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور (پاکستان)

۱۰۔ الخیرات الحسنان ص ۲۹۔



ترجمہ : اور اختلاف صحابہ کے بعد ان کے بعد والوں میں اختلاف کا ہونا لازمی تھا۔ کیونکہ ہر وہ صحابی جو فقہ و روایت میں مشہور تھا۔ اس کا قول ایک جماعت نے (ضرور) قبول کیا ہے۔

(اور اس شدت سے کیا ہے) جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے فرمایا :

وكانوا يعتقدوا في انتمهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شيء الى اصحابهم كما قال علقمة! هل احدهم منهم اثبت من عبد الله؟ وقال ابو حنيفة: ابراهيم القاسم من سالم! ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة القاسم من ابن عمر۔ ۱۱۔

ترجمہ : ان لوگوں کا اپنے ائمہ کے بارے میں عقیدہ تھا کہ بس وہی تحقیق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ نیز ان کے دل اپنے اصحاب (اساتذہ) کی جانب ہی مائل تھے۔ جیسے علقمہ نے کہا عبد اللہ (بن مسعود) سے بڑھ کر صحابہ میں کون ہے؟ اور امام ابو حنیفہ نے تو (یہاں تک) کہہ دیا کہ ابراہیم (نخعی) (حضرت) سالم سے بڑھ کر فقیہ ہیں اور اگر شرف صحابیت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ علقمہ تو ابن عمر سے بھی بڑھ کر فقیہ ہیں۔

اسی طرح سعید بن مسیب اور ان کے تلامذہ نے بھی فقہائے حرمین کو فقہ میں سب سے بلند مقام کا حامل قرار دیا۔ ان کے مذہب کی بنیاد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے فتاویٰ اور احکام پر رکھی گئی ہے یا پھر حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے فتوؤں پر قائم ہے۔ ۱۲۔

بہر حال دور تابعین میں فقہ کی ترتیب و تدوین کا کام باقاعدہ شروع ہوا۔ ترتیب و تدوین کے وقت درج ذیل چیزیں فقہاء کے پیش نظر رہیں کہ جن کی مدد سے فقہ مرتب و مدون ہو سکی۔

(۱) قرآن حکیم

(۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم

(۴) صحابہ کے اختلافی مسائل

۱۱۔ مجتہد البانی رحمہ اللہ فی الجواز الاول ص ۱۵۲۔ وارنٹر اکتب الاسلامیہ

۲۔ شارع شیش محل لاہور

۱۲۔ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ (از اقادات الانصاف فی بیان سبب الاختلاف للفقہاء ولی اللہ) ترجمہ۔ صدر

الدین املاقی۔ ص ۳۹۔ ۳۰



- (۵) تابعین کی آراء  
 (۶) تابعین کے اختلافی مسائل  
 (۷) حالات و تقاضے  
 (۸) حالات و تقاضے کا اختلاف ۱۳۰  
 صدر الدین اصلاحی کے الفاظ میں

”سعید بن مسیب، فقہائے مدینہ کے ترجمان تھے، اور ان کے درمیان، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتوں کا ان سے بڑا کوئی حافظ نہ تھا۔ اسی طرح ابراہیم نعیمی فقہاء کوفہ کے ترجمان تھے۔ جب یہ دونوں حضرات کسی کی طرف منسوب کیے بغیر کوئی مسئلہ بیان کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ فی الواقع وہ مسئلہ کسی کی طرف منسوب نہیں اور بہر حال ان کا اپنا ہی اجتہاد ہے، بلکہ ایسے مسائل بالعموم کسی نہ کسی سابق فقیہ سے اشارۃً یا صراحتہً ضرور منسوب ہوتے ہیں۔ بالآخر یہ دونوں اپنے اپنے قرب و جوار کے فقہاء کا مرکز بن گئے۔ جنہوں نے ان کے فقہ کا علم حاصل کیا۔ اس میں تفکر کیا اور اس سے مزید مسائل اور جزئیات نکالے۔“ ۱۳۱

### حالات و تقاضے کا اختلاف

- ذیل میں ان صورتوں کا بیان کیا گیا ہے، جو حالات و تقاضے کے اختلاف پر مبنی تھیں۔ بقول محمد تقی امینی کے، وہ صورتیں یہ تھیں :
- (۱) حکم کی علت میں اختلاف۔ اس کی ایک صورت صحابہ کے اختلاف پر مبنی تھی اور دوسری صورت حالات و تقاضے پر مبنی تھی۔
- (۲) نئے حالات و مسائل کا حل دریافت کرنے کے لیے مختلف اصول وضع کرنا اور مقررہ اصول کے تحت ان کا حل دریافت کرنا۔ کسی نے اس کے لیے کوئی اصول وضع کیا اور کسی نے دوسرے اصول سے کام لیا۔
- (۳) حالات و ضرورت کی نوعیت و کیفیت میں اختلاف اور انہیں کسی اصول کے

۱۳۰ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر۔ ص ۴۵۳

۱۳۱ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ۔ ص ۳۱



ماتحت لانے اور نہ لانے کے طریقہ میں اختلاف۔

(۴) استدلال اور استنباط کے طریقوں میں اختلاف۔

(۵) ماقبل کی شریعت۔ کہیں کسی شریعت کے بقایا احکام موجود تھے اور کہیں کسی کے

اور ان کے آپس میں اختلاف تھا۔

(۶) عرف و رواج کا اختلاف۔

(۷) ملکی قانون کا اختلاف۔ ۱۵۰

غرض مختلف فقہاء کے جداگانہ مذاہب کے قیام میں یہ عوامل کارفرما رہے۔ جن

میں سے بعض کے مذاہب تو جلد ہی ختم ہو گئے۔ بعض کے ست روی سے چلتے رہے اور

کچھ عرصہ کے بعد ختم ہوئے جبکہ بعض فقہاء کے مذاہب نے خوب ترقی کی۔

ترقی پانے والے مشہور عام فقہی مذاہب یہ ہیں۔

(۱) مذہب مالکی

(۲) مذہب حنفی

(۳) مذہب شافعی

(۴) مذہب حنبلی

ان چاروں مذاہب کی بنیاد درج ذیل مصادر اربعہ پر ہے۔

(۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس

واضح ہو کہ اصول فقہ میں ان مصادر شریعت کو استنباط مسائل میں اسی ترتیب سے تسلیم کیا گیا ہے تاکہ مسائل و احکام کے اثبات و استخراج میں ایک نظم قائم ہو سکے۔

امام مالکؒ اور مذہب مالکی

ابن حجرؒ کی فرماتے ہیں۔

ولما اراد هارون الرشيد ان يخلق موطأ مالک لی الکعبه ويحمل الناس عليه سألہ قال له

مالک لا تفعل يا امير المؤمنين لان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلفوا في

الفروع و تفرقوا الى البلبان وان اختلاف العلماء رحمت من الله تعالى على هذه الامم

كل تبع ما صح عنده و كل مصيب و كل على هدى فقال له هارون و شك الله يا ابا

عبدالله ۱۵۰

۱۵۰ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر۔ ص ۳۵۵

۱۵۰ الخیرات الحسان ص ۳۴-۳۵ (نوٹ) قدرے تعمیر لفظی کے ساتھ یہ واقعہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں

بھی نقل کیا ہے۔ (صفحہ ۱۳۵)



ترجمہ : اور جب ہارون رشید نے امام مالک کی موطا کو خانہ کعبہ میں آویزاں کرنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ لوگ اس کے مطابق عمل کریں تو (امام) مالک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ایسا نہ کیجئے کہ فروع میں صحابہ خود مختلف الرائے تھے (اور اسی اختلاف رائے کے ساتھ) وہ مختلف شروہوں میں چلے گئے تھے۔ (اور اب یہ ان ہی کے مختلف طریقے ہیں جو مختلف علاقوں میں چل پڑے ہیں) علماء کا یہ اختلاف امت کے حق میں باعث رحمت ہے۔ جس کے نزدیک جو بات صحیح ہے، وہ اس کی اتباع کر رہا ہے اور سب صواب و ہدایت پر ہیں۔ یہ سن کر ہارون رشید نے کہا اے ابو عبد اللہ! (امام مالک) خدا آپ کو (حکمت دین کی اور زیادہ) توفیق دے۔

یہی واقعہ آپ کو خلیفہ منصور کے ساتھ بھی پیش آیا۔ جیسا کہ ابن حجر کی فرماتے ہیں۔

ووضع لہ فلک مع المنصور ايضا ۱۷۷

امام مالک فرمایا کرتے تھے۔

ما من احد الا هو ماخذ من كلامه و مردود عليه الا رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ۱۸۷

ترجمہ : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا، کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کے کلام میں کچھ چیزیں قابل قبول اور کچھ قابل ترک نہ ہوں۔  
یہی وجہ ہے کہ امام مالک نے کتاب و سنت کو جملہ دلائل و مصادر پر ترجیح دی اور متعارض روایات کی صورت میں اس روایت کو ترجیح دی جو اہل مدینہ کے تعامل کے موافق ہوئی۔

امام ابو حنیفہؒ اور مذہب حنفی

ابن حجر کی فرماتے ہیں۔

اعلم انه يتعين عليك ان لا تلهم من اقوال العلماء عن ابي حنيفة واصحابه انهم اصحاب الراي ان مرادهم بذلك تنقيصهم الى انهم يقلمون رايهم على سنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا على قول اصحابه لانهم براء من ذلك ۱۹۷

۱۷۷ الخيرات الحسان۔ ص ۳۵

۱۸۷ مجتہد اللہ الباق۔ ص ۱۵۷

۱۹۷ الخيرات الحسان۔ ص ۳۵



ترجمہ : خوب اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ علماء نے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں اصحاب الرائے کے جو الفاظ کہے ہیں۔ اس سے مراد نہ تو ان کی تفتیش ہے اور نہ یہ کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب کے اقوال پر اپنی رائے کو مقدم کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ اس الزام سے بری ہیں۔  
امام ابو حنیفہ خود فرمایا کرتے تھے کہ

عجبالنفس بقولون التي بالرأي وما التي الا بالاثار ۲۰۔

ترجمہ : مجھے لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں۔ حالانکہ میں تو اثر (یعنی حدیث) سے فتویٰ دیتا ہوں۔  
نیز آپ سے منقول ہے۔

ليس لاحد ان يقول براءه مع كتاب الله تعالى ولا مع سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا مع ما اجمع عليه اصحابه ۲۱۔

ترجمہ : کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے اجماع کے ہوتے ہوئے اپنی رائے دے۔  
چنانچہ امام ابو حنیفہ کے ہاں بھی مسائل و احکام کے اثبات و استخراج میں وہی اصول کار فرما تھا جو امام مالک کے ہاں تھا۔

تاہم جب کسی مسئلہ پر متعدد متعارض روایات وارد ہوتیں تو امام ابو حنیفہؒ کی اولین کوشش ہوتی کہ روایات کے درمیان تطبیق دی جائے تاکہ ہر روایت پر کسی نہ کسی صورت میں عمل ہو جائے۔ تطبیق نہ ہونے کی صورت میں اس روایت کو ترجیح دیتے جو قرآن و سنت کے قریب تر ہوتی۔  
امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے۔

واما ما اختلفوا فيه لتغير من اقاويلهم اقر به الى كتاب الله تعالى او الى السنة ۲۲۔

ترجمہ : اور ہاں جس مسئلہ میں صحابہؓ مختلف ہوں گے۔ تو ہم اس میں سے وہ قول اختیار کریں گے جو اللہ کی کتاب اور سنت سے قریب تر ہوگا۔



## امام شافعیؒ اور مذہب شافعی

امام شافعیؒ کے نزدیک بھی کتاب و سنت کی حجیت مطلق ہے اور نص کے ہوتے ہوئے کسی کے قول کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔

(i) افاضح الحديث لهو منبهي ۳۳۔

ترجمہ : جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہ میرا مذہب ہے۔

(ii) اذا رايتهم كلامي يخالف الحديث فاعملوا بالحديث واضربوا بكلامي الحائط ۳۴۔

ترجمہ : جب تم میری بات کو حدیث کا مخالف پاؤ تو (میری بات چھوڑ کر) حدیث پر عمل کرو۔ اور میری بات کو دیوار پر دے مارو۔  
گویا امام شافعیؒ نے بھی اپنے پیرو فقہاء کے اصول و ضوابط کی نہایت سختی سے پابندی فرمائی۔

امام شافعیؒ فقہی اصول کے بیان میں فرماتے ہیں۔

العلم طبقات : الاولى الكتاب و السنة الثابتة ثم الاجماع ليعلم فيه كتاب ولا سنة والثالث ان يقول الصحابي فلا يعلم له مخالف من الصحابة، الرابع اختلاف الصحابة والخامسة التماس (اعظم الموقنين ۲-۳۲۹)

ترجمہ : ”علم کے مختلف مدارج ہیں، سب سے پہلا کتاب اللہ اور سنت ثابتہ ہے۔ پھر اس مسئلہ میں اجماع، جس میں کتاب و سنت کی کوئی نص موجود نہ ہو، تیسرا درجہ ایسے اقوال صحابہ کا ہے، جس پر کوئی اختلاف نہ ہو۔ چوتھا درجہ اختلافات صحابہ کا ہے اور پانچواں درجہ قیاس کا ہے۔“ ۲۵۔

امام شافعیؒ نے فقہائے مدینہ و کوفہ (یعنی مالکی اور حنفی فقہاء) پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ مرسل اور منقطع احادیث کو بھی لے لیتے ہیں حالانکہ کتنی ہی مرسل

۳۳۔ الخیرات الحسان۔ ص ۶۱

۳۴۔ حجتہ اللہ البالذ۔ ص ۱۵۷

۳۴۔ ایضاً۔ ص ۱۵۷

۲۵۔ تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب از ذاکر محمد طاہر القادری۔ ص ۲۰



حدیثیں ایسی ہیں کہ جن کی کوئی اصل نہیں اور کتنی ہی مسند اور مرفوع احادیث کے خلاف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ متعارض روایات کی صورت میں قوت سند کے لحاظ سے کسی ایک روایت کو لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

### امام احمد بن حنبلؒ اور مذہب حنبلی ۲۶۔

امام احمد بن حنبلؒ بھی اثبات احکام اور استخراج مسائل کے لیے دلائل شریعہ کا بہ اعتبار ترتیب تمسک کرتے ہیں۔  
آپ فرماتے ہیں۔

لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام ۲۷۔

ترجمہ : اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی موجودگی میں کسی بات کی ضرورت نہیں ہے۔  
متعارض روایات کی صورت میں آپ محدثین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہیں۔

### مراعاة الخلاف کی ضرورت و اہمیت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اختلاف علماء امتی رحمتہ

یعنی میری امت کے علماء کا اختلاف باعث رحمت ہے۔ چنانچہ کسی کے لیے روا نہیں کہ فقہاء اور مجتہدین کے باہمی اختلافات کو انتشار و افتراق کا ذریعہ بنائے اور اپنے مذہب و مسلک کے سوا دوسروں کی تنقیص و تہلیل کرنے لگے۔  
ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

لکون المناہب علی اختلافها کشرائع متعدده حتی لا یضیق الامر علیہم بالتزام شی واحد حتی یثاب کل عامل بمنہب صحیح و یمدح علیہ و حتی ان من رای لہ لیسعته فی غیر منہب جاز لہ بشرط الانتقال الیہ والعمل بہ و کل ہذہ نعمتہ عظیمہ ۲۸۔

۲۶۔ عرب کے بعض خطوں میں حنبلی مذہب رائج ہے۔ حکومت سودیہ کا سرکاری مذہب یہی ہے۔

۲۷۔ حید اللہ البالد۔ ص ۱۵۷

۲۸۔ الخیرات الحسان۔ ص ۳۲



ترجمہ : (کیونکہ) مذاہب کا اختلاف متحد شریعتوں کی مانند ہے اور یہ اس لیے کہ ایک ہی چیز کے لازم کرنے سے دشواری اور تنگی ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ پھر اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہر مذہب پر عمل کرنے والے کو اجر دیا جائے گا اور اس کی ستائش کی جائے گی حتیٰ کہ اگر کوئی شخص دوسرے امام کے مذہب میں آسانی پائے تو اس کی شرائط کے ساتھ وہ اس کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہو سکتا ہے اور یہ سب عظیم نعمتیں ہیں۔ ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں۔

ومنہایتا کد علیک غایتہ التاکہ الذمی لارخصتہ فیہ ان لاتفضل بعض المذاہب علی بعض یودی الی تنقیص المفضل علیہ ۲۹۰

ترجمہ : اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کسی ایک مذہب کو دوسرے پر اس انداز سے ترجیح نہ دیں جس سے مذہب مروج کی توہین ہوتی ہو۔

الغرض مسائل فقہیہ میں اختلاف علماء کی نوعیت قرأت سبغہ کی مانند ہے۔ جس طرح ان میں سے کوئی ایک اختیار کرنے کے باوجود کسی دوسری کو غلط قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسی طرح کسی ایک فقہی مذہب کو اختیار کر لینے کے سبب سے کسی دوسرے کی تردید و تنلیط نہیں کی جاسکتی۔

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی مراعاة الخلاف کے بارے میں بایں الفاظ رقمطراز ہیں۔

”مراعاة الخلاف کا اصول اتنی بڑی سمولت ہے کہ ہر طرح

کے حالات میں اسلام کے اصولوں اور فقہاء کے اقوال سے

رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔“ ۳۰۰

نیز فرماتے ہیں۔

”فقہی اختلاف کی وجہ سے نظریہ ”مراعاة الخلاف“ کی بنیاد

پڑی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جن مسائل میں فقہاء کا اختلاف

ہے۔ ان میں امت کے لیے مجتہدین اور وسعت موجود

ہے۔ الشاطبی کے بقول (الموافقات ۴ : ۷۴) علماء کا قاعدہ ہے

کہ ایسا معاملہ جس کے فساد میں اختلاف ہو۔ اس کے ساتھ وہ

طریقہ عمل اختیار نہیں کرتے جس کے فساد پر اتفاق ہو۔



مزید برآں مراعاة " الخلاف کے نتیجے میں اسلام کو ہر  
معاشرے اور ہر طرح کے حالات میں عملاً نافذ کرنے میں کسی  
وقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ " ۳۱۔

۳۱۔ ایضاً۔ ص ۵۵

## ماخذ و مراجع

- (۱) اسلام میں تحقیق کے اصول و مبادی از ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی  
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔
- (۲) اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ از صدر الدین اصلاحی  
اسلامک پبلیکیشنز لیڈ، ۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ، لاہور، بار ششم جون ۸۳ء
- (۳) الخیرات الحسان فی مناقب النعمان از ابن حجر مکی (متوفی ۷۹۷ھ)  
مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ، کراچی۔ سنہ اشاعت درج نہیں۔
- (۴) تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب از ڈاکٹر محمد طاہر القادری  
مرکزی ادارہ منہاج القرآن۔ ۳۶۵/ ایم ماڈل ٹاؤن، لاہور بار اول اکتوبر ۸۵ء
- (۵) حجتہ اللہ البالغہ الجزء الاول (عربی) از شاہ ولی اللہ  
دار نشر الکتب الاسلامیہ ۲۔ شارع شیش محل، لاہور۔ سنہ اشاعت درج نہیں۔
- (۶) فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر از محمد تقی امینی  
ٹرانسلیٹڈ سنچری، اسلامک اسٹڈی سرکل، لاہور، سنہ اشاعت درج نہیں۔
- (۷) فقہ حنفی کی جامعیت از محمد فکیر اوج  
شعبہ نشر و اشاعت جامع مسجد فاروقی، شاہ فیصل کالونی، کراچی۔ بار اول اپریل



# المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) خدمت کے عمل میں ایک نام ہماری سرگرمیاں

المصطفیٰ کلینکس

المصطفیٰ ہسپتال

المصطفیٰ ایمبولینس سروس

المصطفیٰ لیبارٹری

المصطفیٰ ڈائینٹک سینٹر

المصطفیٰ میڈیکل کمپلیکس

المصطفیٰ مرکز تشخیص

میت گاڑیاں

ہنگامی حالت میں امداد

مستحق طلبہ کیلئے وظائف

المصطفیٰ بیت المال

المصطفیٰ دینی مدارس

المصطفیٰ دینی لائبریریاں

المصطفیٰ انڈسٹریل ہومز

مختار اور ہمدرد اصحاب سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا جن منصوبوں میں جس قدر چاہیں تعاون کے ذریعے

حصہ لے سکتے ہیں۔ آپ کی اس امداد سے نہ صرف ہمارا کام آسان ہوگا بلکہ بے لوث کارکنوں کی حوصلہ

افزائی بھی ہوگی۔

معلومات و رابطے کیلئے المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی

ایس ٹی، ون، بلاک ۱۳ اسی گلشن اقبال مین یونیورسٹی کراچی

فون 478466 -- 472323



## شعبہ نشر و اشاعت کا اجراء

جامع مسجد نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بسم اللہ ٹاؤن، شاہ فیصل کالونی نمبر ۳ کراچی نے اسلام کے آفاقی پیغام کو حسبِ قدرت عام کرنے کے لیے شعبہ نشر و اشاعت کا اجراء کیا ہے۔ جس کا ہدف اسلام کے علمی و عملی، فکری و اعتقادی، روحانی و انقلابی، دینی و مذہبی پہلوؤں پر مشتمل کتب و رسائل، مقالات و مضامین کا شیوع ہے۔

اس سلسلے میں نوجوان محقق اور فاضل مقرر حافظ محمد شکیل اوج کی گراں قدر تحریرات و خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ جو وفاقی گورنمنٹ اردو کالج کراچی میں کلیہ معارف اسلامیہ کے استاذ ہیں۔ حافظ صاحب کا یہ کتابچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

سید آغا گل قادری

چیرمین جامع مسجد نور مصطفیٰ  
بسم اللہ ٹاؤن، شاہ فیصل کالونی  
کراچی